Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۸/۴۳ | سوموار ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ، ۱۷ ہجرت ۱۳۷۲ ہش، ۱۷ مئی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۱۲

اپنا محاسبہ خود کریں

یہ بات کہ دین کو ہم نے دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں۔ ہم کو واجب ہے کہ ہم اپنے تمام معاملات میں دین کے ہوں یا دنیا کے متعلق ہوں یا مال کے متعلق۔ ہر وقت سوچتے اور پرکھتے رہیں اور اپنا محاسبہ آخرت کے محاسبہ سے پہلے آپ کریں۔ اور جب خدا کی راہ میں قدم اٹھایا جاتا ہے تو معرفت کا نور ملتا ہے۔ پس کوشش کرو۔ استغفار کرو۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الاوّل)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مَیں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ خفیہ ہی خیرات کرو اور اعلانیہ نہ کرو۔ نیک نیتی کے ساتھ ہر کام میں ثواب ہوتا ہے۔ ایک نیک طبع انسان ایک کام میں سبقت کرتا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس کارِ خیر میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے اس شخص کو بھی ثواب ملتا ہے۔ بلکہ ان کے ثواب میں سے بھی حصّہ لیتا ہے۔ پس اس رنگ میں کوئی نیک کام اس نیّت سے کرنا کہ دوسروں کو بھی ترغیب و تحریص ہو بڑا ثواب ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۵۹)

خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت کا تعلق خود بھی قائم کریں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"آپ کو اس بات کا فیصلہ کرنا پڑے گا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اس دُنیا کا مال یا اُس دنیا کا مال بھی اور آخرت کا مال بھی۔ آپ کو سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کیونکہ اس دُنیا کے بعد بھی ایک دنیا ہے (کلام پاک) یہ نہیں کہتا کہ آپ اس دُنیا کو چھوڑ دیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ مادی اور روحانی اموال میں ایک توازن قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم روحانی اموال کو حاصل کرنے کی سچے دل سے کوشش کرو گے تو دنیوی اموال تمہارے پیچھے آئیں گے۔

آپ خدا تعالیٰ کے دوست بن جائیں۔ اولیاء اللہ بن جائیں۔ جب آپ کسی کو دوست بناتے ہیں تو کیا آپ اس کو کسی چیز کا آدھا حصّہ دیں گے؟ ایسا دوست جس کے ساتھ آپ کو محبت ہے اس کو پُورا حِصّہ دیں۔ وہ نہ صرف پورے کا پورا آپ کو لوٹا دے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور آپ کو عطا کرے گا۔

احمدیوں کو خدا تعالیٰ کے ساتھ مضبوط اور مکمل تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔ اپنے آپ کو خدا کا دوست بنائیں۔ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے بچوں کو بھی تلقین کریں کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا تعلق قائم کریں۔ ان کو روزانہ بتائیں کہ خدا ہی سب کچھ ہے اس سے تعلق پیدا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوتے کا تسمہ بھی چاہیئے تو وہ بھی خدا سے مانگو۔ جب بھی کسی شے کی ضرورت ہو تو خداوند کریم سے مانگو۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کے بارہ میں سوچو۔ اس طرح ایک رجحان پیدا ہو جائے گا۔ پھر آپ کو خیال آئے گا کہ مانگ تو رہا ہوں لیکن میں خدا کو کیا دے رہا ہوں۔ محبت ہی ایک ایسا جذبہ ہے جو راستے بھی دکھاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے محبت ذاتی نہیں تو پھر آپ ہر وقت دنیاوی باتوں سے ڈرتے رہیں گے۔ احمدیوں کو خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنی ہوگی۔ کیونکہ اس محبت کے نتیجہ میں ہی خدا تعالیٰ کے فضل آپ کے اوپر نازل ہوں گے۔"

(از خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

مالی قربانی کا فلسفہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ روپیہ ہماری ضرورت کیلئے کافی ہو جائے تب پھر بھی تمہارے اندر ایمان پیدا کرنے کے لئے تمہارے اندر اخلاص پیدا کرنے کے لئے تمہارے اندر زندگی پیدا کرنے کے لئے تمہارے اندر روحانیت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم سے قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے اور ہمیشہ اور ہر آن کیا جائے۔ اگر قربانیوں کا مطالبہ ترک کر دیا جائے تو یہ تم پر ظلم ہو گا۔ یہ سلسلہ پر ظلم ہو گا۔ یہ تقویٰ اور ایمان پر ظلم ہو گا۔"

اعلان

تمام امراء کرام۔ صدر صاحبان اور مربیان سلسلہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے ہاں ۲۷ مئی یوم قدرتِ ثانیہ کی مناسبت سے اس دن کی اہمیت اور شان کے مطابق جلسے کر کے احباب جماعت کو ان کے فرائض سے آگاہ کریں اور پھر رپورٹ ارسال مرکز کریں۔

(نظارت اصلاح وارشاد)

درخواست دعا

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آجکل متعدد عوارض کے باعث بیمار ہیں اور اپنے بیٹے کے پاس اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب موصوف کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

خط و کتابت کے لئے ان کا پتہ درج ذیل ہے۔

معرفت مکرم رانا محمد اقبال صاحب مکان نمبر ۳۹۷، گلی نمبر ۷۔ جی۔۱۰۔۱ اسلام آباد

نمایاں کامیابی

مکرم محمد سلیم منور صاحب صادق آباد راولپنڈی سے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے بیٹے عزیزم محمود منور نے کمپیوٹر سائنس میں پی۔ایچ۔ڈی کے سکالرشپ کے آل پاکستان یونیورسٹیز مقابلہ امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کر کے جرمنی کے لئے وظیفہ حاصل

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۷۔ ہجرت ۱۳۷۲ ہش ۔ ۱۷۔ مئی ۱۹۹۳ء

ریا سے نقصان

دنیا بھی کمائی جاتی ہے۔ اور دین بھی کمایا جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں معنے یہ ہیں کہ کوشش کی جاتی ہے۔ دنیا کی بات کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ انسان مالدار ہو جائے۔ اس کے پاس جائیدادیں بیشتر ہوں۔ دین کے معاملے میں کہا جا سکتا ہے کہ انسان نیکیاں کرے۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے اور اللہ تعالےٰ کے بندوں کی خدمت کرے۔ یہ ہے دین کمانا۔ ان باتوں کو دین کا "مال" بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ "مال" کماتے ہوئے انسان دینی طور پر مالدار بھی ہو سکتا ہے۔ اور دین میں "مالدار" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور اسے تسکینِ قلب مل جائے کہ وہ خدا کا ہے اور خدا اس کا ہے۔

"مال" کی بات ہم نے اس لئے کی ہے کہ مال آتا بھی ہے اور چلا بھی جاتا ہے۔ دنیا کے مال کو دیکھئے کہ کبھی ہے اور کبھی نہیں ہے۔ اس کے آنے کے بھی کئی طریقے ہیں اور اس کے جانے کے بھی کئی طریقے ہیں۔ جس جھولی میں یہ مال ڈالا جاتا ہے اگر اس میں سوراخ ہوں تو مال آتا بھی جائے گا اور ساتھ ہی ساتھ جاتا رہے گا۔ ایک طرف آدمی کمانے میں مصروف ہو گا اور دوسری طرف مال اس کے ہاتھ سے بھی نکل رہا ہو گا۔ دین کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اگر جھولی میں سوراخ ہوں تو یہ مال اکٹھا کرنے کے باوجود موجود نہیں ہو گا۔ اور سب سے بڑا سوراخ جہاں سے دین کا "مال" نکلتا رہتا ہے۔ وہ ریاکاری ہے۔ کسی نے نیکی کی۔ اور دکھا کر کی۔ اور اس لئے کہ اس کی تعریف ہو اور لوگوں نے تعریف کی بھی۔ لیکن یہ نیکی ریا کے کھاتے میں جا پڑی۔ اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ انسان کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو وہ صبر کر لیتا ہے۔ لیکن وہ کمائے اور کمائی ہوئی دولت ان دیکھے میں ضائع ہوتی رہے تو اگر اسے اس بات کا شعور حاصل ہو جائے تو اس کے لئے یہ سب سے بڑی کوفت کا باعث ہے۔

اگر ہم اس بات پر غور کریں تو یقیناً ہمارا جی چاہے گا کہ ہماری نیکیوں کا کسی کا پتہ ہی نہ چلے۔ پتہ تو بے شک چلنے دیجے۔ لیکن اس خواہش سے نیکی نہ کیجے کہ لوگ دیکھیں اور واہ واہ کریں۔

مجھے مرعوب کرنے کے یہ سب انداز جھوٹے ہیں
یہ دار و گیر کے قصے، یہ قید و بند کی باتیں
جو میری پشت پر ہے میرا عزم و حوصلہ بن کر
بدل دیتا ہے دن کی روشنی میں وہ سیہ راتیں

ابوالاقبال

O

مولا مرے حضور کو خوشیاں ہزار دے
مولا مرے حضور کو خوشیاں ہزار دے
اور اُن کے دل سے غم کی رمق بھی اُتار دے

رخصت کیا حضور نے سب کی دعا کے ساتھ
مونا! کریم۔ اللہ تمہیں اپنا پیار دے
مولا مرے حضور کو خوشیاں ہزار دے

آئے تمہاری سمت سے ٹھنڈی ہوا ہمیش
مولا چمن میں ان کے ہمیشہ بہار دے
مونا! کریم۔ اللہ تمہیں اپنا پیار دے

خوش ہیں سعید خان و سلمیٰ مبارکہ
گلزار اُن کو مولیٰ بہت پُر بہار دے
مونا! کریم۔ اللہ تمہیں اپنا پیار دے

ہر روز روزِ عید ہو ہر شب شب برات
ربیّ انہیں مسرتیں تُو بے شمار دے
مولا چمن میں اُن کے ہمیشہ بہار دے

ہے ناصرہ ندیم کی اللہ سے یہ صدا
اِک سے ہزار ہوویں سدا گُل بہار دے
مولا مرے حضور کو خوشیاں ہزار دے
اور اُن کے دل سے غم کی رمق بھی اُتار دے

ناصرہ ندیم ۔ لندن

حضور انور کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کیلئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا اُن کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراءِ اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشاندہی کرکے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا اُن کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی دارالضیافت۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ـــــ محمد ابراہیم شاد

مکرم چوہدری غلام حسین صاحب آف چھور

مکرم و محترم چوہدری غلام حسین صاحب کاہلوں خاندان کے ایک معزز فرد تھے۔ وہ مکرم چوہدری شاہنواز کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور مکرم چوہدری محمود احمد صاحب کاہلوں نائب ناظر اصلاح و ارشاد کے حقیقی تایا تھے۔ وہ بفضل اللہ پیدائشی احمدی تھے۔ ان کے آباؤ اجداد نے ابتداء میں احمدیت کو قبول کیا تھا۔ مکرم چوہدری غلام حسین صاحب اپنی جوانی اور شباب میں ایک ورزشی اور کسرتی نوجوان تھے۔ کشتی بھی لڑا کرتے تھے اور کبڈی کے مشہور کھلاڑی تھے۔ اور اپنے علاقہ میں "پہلوان" مشہور تھے۔ کھلاڑی ہونے کے باعث دور دور جاکر کبڈی اور کشتی کے مقابلہ جات میں حصہ لیتے تھے۔ وہ ایک مخلص احمدی تھے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کیساتھ بہت ہی محبت اور اخلاص رکھتے تھے۔ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت امام ثانی کے دست مبارک پر بھی بیعت کی تھی اور پھر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام ثالث کی بھی بیعت کی ہوئی تھی۔ ان کی وفات پر ربوہ میں جاکر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی دستی بیعت کی تھی۔ اور حضور سے بہت محبت کا اظہار کرتے تھے۔ باوجود بوڑھا اور کمزور ہونے کے باقاعدہ بیت الصلوٰۃ میں جاکر نماز باجماعت میں شامل ہوتے تھے۔ آپ موصی تھے۔ مالی قربانیوں میں خاص طور پر حصہ لیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں صدقات بھی بڑے شوق اور خوشی سے دیتے تھے۔ تحریک جدید۔ وقف جدید اور انصار اللہ کے چندہ جات کے علاوہ دیگر جماعتی تحریکات میں بھی شامل ہوتے تھے۔ جماعت احمدیہ چھور چک ۱۱۷ کے ایک خاص فرد تھے۔ بڑے غیور اور مخلص احمدی تھے اور دعوت الی اللہ میں ضرور موقعہ و محل کے مطابق حصہ لیتے تھے۔ ایک دانا اور عقیل اور بارعب انسان تھے۔

ے خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

بالآخر مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۳ء بروز جمعرات حرکت قلب کے بند ہونے کے باعث راہی ملک عدم ہو گئے (ہم خدا کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔ آپ کی نعش ربوہ لائی گئی۔ بعد نماز جمعہ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۳ء کو نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور بوجہ موصی ہونے کے آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور اپنے قرب میں جگہ دے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آپ کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جو سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں اور سب مخلص احمدی ہیں۔

ے بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ملیریا

ملیریا کا لفظ اطالوی زبان سے لیا گیا ہے۔ اطالوی زبان میں دو لفظ ہیں۔ مال (میل) اور ایریا۔ مال (میل) کے معنے گندی اور ایریا کے معنے ہوا۔ اس وقت اطالوی لوگوں کا خیال تھا کہ یہ بیماری دلدلی علاقوں سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اس لئے کہ وہاں کی ہوا گندی ہوتی ہے ۱۸۸۰ء تک یہ ایک راز رہا کہ ملیریا کی اصل وجہ کیا ہے۔ چنانچہ ۱۸۸۰ء میں ایک فرانسیسی فوجی سرجن جس کا نام چارلس لوئیس الفانسو لاوران تھا نے پہلی دفعہ دیکھا اور بیان کیا کہ جو چیز ملیریا کا سبب ہے وہ انسان کے سرخ خون کے خلیوں میں نظر آتی ہے اس کے بعد سکاٹ لینڈ کے ایک ڈاکٹر نے جس کا نام پیٹرک جانسن تھا۔ یہ نظریہ پیش کیا کہ ملیریا ایک شخص سے دوسرے شخص تک منتقل ہو سکتا ہے اور ایسا مچھر کے کاٹنے سے ممکن ہوتا ہے کلکتہ میں رونالڈ راس نے اس نظریہ کی توثیق کی اور اس بات کو تجربہ کے ساتھ دکھایا کہ مچھر کے کاٹنے سے کس کس دور میں سے گذر کر انسان کو ملیریا ہوتا ہے۔

تم اگر خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہے۔ تم سوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

چوہدری نذر محمد نذیر گوئیکی

ایک چھوٹی سی بات

ہر ریلوے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی کھڑکی ہے۔ جس سے ۲۴ گھنٹوں میں ہزارہا لوگ سارے پاکستان میں رابطہ کرتے ہیں کچھ اپنی غلطی سے اور کچھ ریلوے عملہ کی وجہ سے مالی نقصان اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ ریلوے انتظامیہ نے قانون سے بچنے کے لئے سارے انتظام کئے ہوئے ہیں۔

چند ماہ قبل میرے محلہ کے ایک دوست جو ناخواندہ ہیں کراچی کے لئے سپر ایکسپریس کا ٹکٹ خرید کر لائے۔ ساتھ ہی ریزرویشن ٹکٹ بھی تھا۔ مجھے دکھایا کہ معلوم ہو سکے کہ بکنگ کلرک نے رقم زیادہ تو نہیں لے لی میں نے عرض کیا کہ مبلغ -/۳۰ روپے آپ زیادہ دے آئے ہیں۔ چنانچہ ان کو واپس ریلوے اسٹیشن پر بھیجا اور ان کو مبلغ -/۳۰ روپے کی رقم واپس مل گئی۔

اسی طرح ایک اور دوست نے کراچی جانے کے لئے اپنی ایک بڑی فیملی کے ٹکٹ خریدے۔ اور ریزرویشن بھی کرائی۔ دس دن بعد ان کی ریزرویشن تھی۔ چند روز کے بعد وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ مبلغ -/۷۰۰ روپے میں اسٹیشن والوں کو غلطی سے زیادہ PAY کر آیا ہوں۔ یہ صاحب بھی ناخواندہ تھے۔ لیکن انہوں نے گھر آکر کراچی جانے کے اخراجات کا بجٹ چیک کیا تو ان کو احساس ہوا کہ ایک خاصی بڑی رقم ریلوے والوں کے پاس زائد چلی گئی ہے۔ حالانکہ ان کو اتنا اندازہ ضرور تھا کہ فی ٹکٹ کتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔ اس کے باوجود وہ کھڑکی کے پاس جاکر گھبراہٹ میں اپنا نقصان کر بیٹھے۔ میں نے معذرت کی کہ تازہ تازہ بات میں زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اب ایک ہفتہ گزر رہا ہے کون تسلیم کرے گا کہ آپ حق پر ہیں یا نہیں انہوں نے اپنی اپنی صفائیاں بیان کیں۔ بار بار حلفیہ بیان دئیے کہ میں غریب آدمی ہوں غلطی مجھ سے ہو گئی ہے۔ اگر آپ مدد کریں تو میری رقم واپس مل سکتی ہے اصولی طور پر تو نہیں لیکن انسانی ہمدردی اور ان کی غربت دیکھ کر میں نے ہاں کر دی۔ وہ احباب کو بکنگ کلرک کے پاس بھیجا گیا بڑی مشکل بڑی جدوجہد اور بڑی صفائیاں پیش کرنے کے بعد بکنگ کلرک کے دل میں کچھ ہمدردی پیدا ہوئی اور کچھ مائل ہو گیا۔ صرف اور صرف اس یقین دہانی کی بنا پر کہ یہ لوگ جھوٹ نہیں بول رہے ہو سکتا ہے کہ میں نے غلطی سے رقم زیادہ لے لی ہو۔ چنانچہ اس شریف آدمی نے بھی شرافت کا ثبوت دیا اور مجھے پیغام بھیجا کہ اس مسافر کے حلفیہ بیان کے ساتھ دو گواہ بھی ہوں اور آپ (خاکسار) کی تصدیق بھی ہو تو میں رقم واپس کر دوں گا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور کراچی جانے سے ایک روز قبل مبلغ -/۷۰۰ روپے واپس مل گئے۔

اس زمانہ میں بددیانتی اور جھوٹ فریب وغیرہ برائیاں کثرت سے ہیں لیکن بفضل تعالیٰ یہ ربوہ اور خاص کر احمدیوں کی دیانتداری صداقت اور نیکی کا کارنامہ ہے کہ لوگوں یعنی غیر احباب میں جماعت کا بھرم قائم ہے اور لوگ احمدیوں کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹ نہیں بولتے ورنہ ربوہ کے علاوہ کوئی کھڑکی ہوتی اور اس کے بکنگ کلرک سے یہ توقع رکھنا کہ رقم ۸ روز کے بعد واپس کر دے بالکل ناممکن ہے۔

مسافر کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو سب سے پہلے کھڑکی کے اوپر لگا ہوا کرایہ نامہ پڑھ لے اور کرایہ کے مطابق اپنی رقم اور ریزگاری کا انتظام کر کے کھڑکی کے پاس جائے۔ یا قطار میں لگے لگے بھی اوپر نظر اٹھا کر دیکھا جا سکتا ہے۔ ناخواندہ احباب دوسروں کی مدد لے سکتے ہیں۔ اگر ایسا کیا جائے تو رقم ضائع ہونے کا احتمال کم ہوتا ہے لیکن افسوس ہے کہ عوام ان سہولتوں سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور سفر جو پہلے ہی ایک عذاب ہوتا ہے۔ مزید اپنی پریشانی میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں۔ اگر مسافر اپنے سفر کے دوران ہوشیاری اور بصیرت سے کام لے تو نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔

چند سال قبل تک جیب تراشی کا دھندہ عروج پر تھا جو آجکل کم ہو گیا ہے۔ ٹکٹ خریدنے کے بہانے قطار میں کھڑے ہو کر جہاں زیادہ رش ہوتا تھا جیب تراش کر لیتے تھے اور جو حال اس وقت مسافر کا ہوتا تھا یا ہوتا ہے وہ خود ہی اندازہ کر سکتا ہے اس کا علاج بھی بڑا آسان ہے۔ کرایہ کی رقم ہاتھ میں رکھیں۔ باقی ساری رقم کسی ایسی جگہ پر چھپا لیں جہاں تراشنے کا عمل نہ ہو سکے۔ آجکل درزیوں نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے کہ شلوار میں جیب لگانا شروع کر دی ہے اور اس پر مزید زپ لگا دیتے ہیں یہ بہت محفوظ جگہ ہے۔ چھاتی والی جیب میں رقم اکثر ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے

باقی صفحہ [illegible] پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرویو: یوسف سہیل شوق

محترم غلام مصطفےٰ صادق صاحب

محترم غلام مصطفےٰ صادق صاحب جو جی۔ایم صادق کے نام سے معروف ہیں ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو پھگواڑہ ریاست کپورتھلہ میں محترم مرزا سکندر علی صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ مرزا صاحب لمبے عرصے تک پھگواڑہ ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کلکٹر رہے۔

محترم صادق صاحب نے دسویں تک پھگواڑہ میں تعلیم حاصل کی۔ ایف اے کرنے کے لئے کپورتھلہ کے انٹرمیڈیٹ کالج میں داخلہ لیا اور بورڈنگ ہاؤس میں رہائش اختیار کی جہاں پر تین چار احمدی لڑکے بھی موجود تھے۔

ایف اے کرنے کے بعد ۱۹۲۶ء میں پہلے تین ماہ لاہور میں ریلوے کے ڈویژنل آفس میں ملازمت کی۔ آپ کے والد صاحب کے ایک استاد عمر دین صاحب تھے ان کے ذریعے احمدی دوستوں سے ملنا جلنا شروع ہوا اور احمدیت کی واقفیت ہوئی۔ بالآخر آپ نے احمدیت قبول کر لی۔ یہ ۱۹۲۸ء کا واقعہ ہے۔ والد صاحب کو خط لکھ دیا کہ میں نے بیعت کر لی ہے۔ والد صاحب نے کوئی مخالفت تو نہ کی مگر خط کا جواب بھی نہ دیا۔ ایک دفعہ جب چھٹی پر گھر گئے تو طنزاً اتنا کہا کہ لو بھئی اب ہم بھی مرزائی مشہور ہو گئے ہیں۔ وہ اس طرح ہوا تھا کہ ایک احمدی عورت نے جو مسافر تھی۔ دوران سفر رات گزارنے کے لئے پوچھا کہ یہاں کوئی احمدی ہے تو ایک جاننے والے نے کہا کہ ہاں ایک مرزا سکندر علی ہیں۔ وہ اس عورت کو ان کے گھر لے گیا۔

محترم صادق صاحب کی شادی طالب علمی کے دوران ہی میٹرک میں ہو گئی

محترم صادق صاحب نے بتایا کہ خان صاحب منشی فرزند علی خان صاحب کے ذریعے آرمی کے آرڈیننس کے شعبے میں ملازمت مل گئی۔ محکمانہ امتحان پاس کرنے کے بعد ملازمت مستقل بھی ہو گئی اور پہلی باضابطہ تقرری پشاور کے آرڈیننس ڈپو میں ہوئی یہ ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے دوران ملازمت آپ پشاور کے بعد راولپنڈی، فیروز پور، جبل پور میں رہے۔ دوسری جنگ عظیم چھڑی تو آپ جبل پور میں تھے۔ اگرچہ آپ کا شعبہ سویلین کا شعبہ کہلاتا تھا لیکن جنگ کی ضروریات کی وجہ سے ہمیں بھی وردی پہنا کر جنگ کے لئے روانہ کرنے کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء میں سکندر آباد (حیدر آباد دکن کے قریب) بھجوا دیا گیا۔

ہماری یونٹ نے یہاں سے آگے میدانِ جنگ میں جانا تھا۔ وہاں میں سب سے زیادہ سینئر صوبیدار تھا۔ میں نے وہاں جاتے ہی پوچھا کہ لڑائی پر کب جانا ہو گا۔ جواب ملا شاید دو سال بعد۔ یہ سن کر میں نے اپنے بچوں کو بھی وہیں بلوا لیا۔ اس دوران جنگ ختم بھی ہو گئی اور ایک سال بعد ۱۹۴۷ء میں ملک تقسیم ہو گیا تو مجھے فیملی سمیت جبل پور بھجوا دیا گیا۔ وہاں دو مہینہ کے بعد فوجی انتظام میں ٹرین چلی اور ہم ملیر کینٹ کراچی پہنچ گئے۔

۱۹۵۳ء میں مجھے دوبارہ سویلین کیڈر میں بھجوا دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۵۸۔۵۹ء میں سویلین گزیٹڈ ملازمت کے لئے انٹرویو ہوا تو مجھے ایسٹیبلشمنٹ اینڈ کشن آفیسر کے طور پر کوئٹہ بھجوا دیا گیا۔ وہاں ۱۹۶۶ء تک رہا۔ ۵۵ سال کی عمر میں ریٹائرمنٹ کا مرحلہ آیا تو ایک ایک سال کر کے اضافہ ملتا رہا۔ آخر ۶۰ سال کی عمر میں میری ریٹائرمنٹ ہو گئی۔

محترم صادق صاحب نے بتایا کہ میں نے ساری عمر بڑے آرام کے ساتھ سروس کی ریٹائرمنٹ سے پہلے ایل پی آر کی چھٹی لی۔ بچوں کو ربوہ لے آیا۔ ۱۹۶۶ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا اور وقف بعد ریٹائرمنٹ کے لئے خود کو پیش کر دیا۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری ان دنوں ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (وقف عارضی) تھے اور آپ کا دفتر بھی دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں تھا۔ وہاں میرے ایک جاننے والے صوبیدار تھے ان سے ملنے گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ یہاں سے جانا چاہتے ہیں میں نے بتایا کہ میں بعد از ریٹائرمنٹ وقف کر رہا ہوں۔ انہوں نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب سے ذکر کیا۔ حضرت مولانا اسی وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور میری تقرری کی اجازت حاصل کر لی۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۶۶ء سے میں نے حضرت مولوی صاحب کے ساتھ کام شروع کر دیا اور یہ سلسلہ ۱۹۶۹ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد تحریک جدید کو اکاؤنٹس جاننے والے شخص کی ضرورت پڑی۔ وقف بعد ریٹائرمنٹ کی درخواست میری پہلے سے موجود تھی چنانچہ دفتر وقف عارضی سے مجھے یکم مئی ۱۹۶۹ء کو فارغ ہونے کا حکم مل گیا اور تحریک جدید میں حاضر ہونے کی ہدایت ہوئی۔

حضرت مولانا سے عرض کیا کہ اب مجھے تحریک جدید میں جانا ہے۔ انہوں نے ایک ہفتہ تک روکے رکھا۔ اور ۷ مئی کو گھر بلا کر میری الوداعی دعوت کی اور عملاً میں ۷ مئی کو فارغ ہوا اور تحریک جدید میں پہلے وکالت تبشیر میں پھر وکالت مال ثانی میں ۱۹۶۹ء سے ۱۹۸۰ء تک کام کیا۔ جس کے بعد مجھے امانت تحریک جدید میں جانے کا حکم ہوا۔ وہاں افسر امانت کے طور پر ۱۹۸۰ء سے ۳۰ جون ۱۹۹۱ء تک لگ بھگ ۱۰۔۱۱ سال کام کیا۔

اکتوبر ۱۹۶۶ء سے ۱۹۹۱ء تک یعنی ۲۵ سال مجھے محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ یہ مولا کریم کا احسان ہے کہ سرکاری نوکری سے ریٹائرمنٹ کے ۲۵ سال بعد مجھے دین کی خدمت کا موقعہ عطا فرمایا۔ تحریک جدید کے ادارہ نے مجھے الوداعی دعوت دی۔ جملہ وکلاء صاحبان از راہِ نوازش شریک ہوئے۔

اب میں فارغ تھا۔ سویڈن میں میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام مسعود احمد ہے اس نے اصرار کیا کہ میرے پاس آ جائیں۔ چنانچہ میں سویڈن گیا۔ لیکن وہاں صرف ڈیڑھ مہینہ رہ سکا اور واپس آ گیا۔ ایک دن محترم وکیل اعلیٰ صاحب میرے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے مجھے خبر بھی نہ تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا کرتے ہو۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا مجھ سے آ کر ملیں چنانچہ ۱۹۹۲ء کے بعد سے اب میں وکالتِ مال میں کام کر رہا ہوں۔

محترم صادق صاحب سے ہم نے سوال کیا کہ آپ نے جن لوگوں کے ساتھ کام کیا ہے ان کے بارے میں کچھ بتائیں صادق صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے ساتھ مجھے کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ بڑے دھیمے مزاج کے آدمی تھے۔ بڑی خوش اسلوبی سے کام لیتے تھے۔ کبھی سختی نہ کی۔ انسان کی عزت کرتے تھے۔

مبارک مصلح الدین احمد صاحب بڑے ہمدرد اور تعاون کرنے والے ہیں بڑے زیرک ہیں۔

محترم صادق صاحب نے بتایا کہ دفتر وقف عارضی میں میں نے دو اڑھائی سال جو کام کیا وہ بالکل آنریری تھا۔ تحریک جدید میں بھی میں نے کچھ نہیں مانگا خود ہی تحریک والوں نے جو مناسب سمجھا دے دیا۔ دفتر میں چائے پینے کا سوال آیا تو میں نے سب دفتر والوں سے کہہ دیا کہ میں دفتر کے خرچے پر چائے نہیں پیوں گا۔ اس پر جو خرچ آئے۔ اس میں سے ۲۰ روپے میں دوں گا۔ باقی افراد پانچ پانچ روپے دے دیں۔

نوجوانوں کے لئے صادق صاحب نے کہا کہ ان کو خود پر انحصار کرنا چاہیئے۔ صحت اچھی ہو۔ باڈی بلڈنگ کریں۔ آرمی ٹریننگ حاصل کریں اس سے ڈسپلن بھی پیدا ہوتا ہے اور خود حفاظتی کا پتہ بھی چلتا ہے۔

جماعتی کارکنان کو آپ کیا نصیحت کریں گے؟ ہمارے اس سوال پر محترم صادق صاحب نے کہا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص بھی ملنے آئے ملائمت اور خوش خلقی سے ملیں کسی اور محکمے کا چپڑاسی بھی آئے تو اس سے اٹھ کر ملو۔ یہ ساری چیزیں ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔ دفتری ڈسپلن میں وقت پر آنے اور وقت پر جانے کی کمی ہو تو اس کو دور کرنا چاہیئے۔ خصوصاً لیٹ دفتر آنا تو بہت ہی غلط بات ہے۔

محترم صادق صاحب نے کہا کہ میری زندگی کا نچوڑ یہ اصول ہے کہ بیت الذکر سے ہمیشہ تعلق قائم رکھو۔ یہ آپ کو زندگی بھر سیدھے راستے پر رکھتی ہے

آجکل آپ کی زندگی کیسی ہے؟ اس سوال کے جواب میں صادق صاحب نے کہا کہ ۱۹۸۶ء میں میری بیوی فوت ہو گئی کئی لوگوں نے رشتہ ثانی کے لئے کہا مگر میں نے ہمیشہ انکار کیا۔

اب میں اپنے بیٹے کے پاس رہتا ہوں۔ مکان میں نے ریٹائرمنٹ کے بعد جو رقم ملی تھی اس سے بنوا لیا تھا۔ سستا وقت تھا ۲۲۔۲۳ ہزار میں مکان بن گیا۔ اب تو اس مکان کا حصہ جائیداد ہی ۲۲ ہزار ہے۔ جو کچھ میں نے دے دیا ہے۔ کچھ ابھی باقی ہے مجھے کسی چیز کی کوئی فکر نہیں بیٹا۔ بہو۔ پوتے سب میرے کام کر دیتے ہیں۔ پڑوسی بھی بہت اچھے ہیں۔ ملنے جلنے والے محبت کرتے ہیں۔ عزت دیتے ہیں۔

"یہی جنت ہے۔ میں اللہ کے فضلوں کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے"

بقیہ ص ۳

رقم کاغذ کے لفافے میں یعنی نوٹ وغیرہ رکھنے سے گرنے کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔ بٹوہ بہت ہی نقصان دہ چیز ہے۔ تھوڑا سا جھٹکنے سے بعض دفعہ چلتی گاڑی سے گر جاتا ہے اور جیب تراش بھی عموماً چھاتی والی جیب پر نظر رکھتے ہیں۔

اصل محافظ تو ہر وقت اللہ کی ذات ہے لیکن انسان کو اپنی تدابیر عمل میں ضرور لانی چاہئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فیض محمد صادق ایڈووکیٹ

عدالتِ عالیہ

میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ عدالت عالیہ میں ایک، دو، تین یا تین سے زیادہ جج صاحبان کیس سنتے ہیں۔ جب ایک جج صاحب کیس سنتے ہیں تو اسے SINGLE BENCH کہتے ہیں جب دو جج صاحبان عدالت فرماتے ہیں تو اسے DIVISION BENCH کہتے ہیں اور جب تین یا تین سے زیادہ جج صاحبان عدالت فرماتے ہیں تو اسے FULL BENCH کہتے ہیں۔ ہائی کورٹ رولز اینڈ آرڈرز 'VOLUME V' کے تحت:

(۱) ماسوائے اس بات کے جو کسی قانون میں خاص طور پر درج ہو یا ان رولز میں تحریر ہے یا ماسوائے جناب چیف جسٹس صاحب کے کسی خاص حکم کے۔ تمام کیس ایک جج صاحب SITTING ALONE کو سننے اور فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔

ایک کیس کا مطلب ہے موشن، درخواست، پٹیشن، ریفرنس۔ دعوٰی اپیل نگرانی یا اور کوئی کارروائی جس کو سننے اور فیصلہ کرنے کا اختیار کسی قانون کے تحت معمولی، غیر معمولی، اصل یا اپیل کی سماعت کا دائرہ کار حاصل ہوں۔

(۲) مندرجہ ذیل کیس۔ D.B. کے سننے اور فیصلہ کرنے کے ہوتے ہیں۔

(i) a ایک ریگولر فرسٹ اپیل ماتحت عدالت کی ڈگری کے خلاف جس کے سنے جانے کی VALUE ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہو یا ایسی ڈگری کے خلاف جو کہ CROSS OBJECTIONS ہوں

(٦) لیبل اینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت اپیل جس میں رقم INVOLVED ایک لاکھ سے زیادہ ہو

(ii) (a) اپیل یا ریفرنس ایسے کیس میں جس میں موت کی سزا دی گئی ہو۔

(b) ایسا کیس جس میں ایسے شخص کو نوٹس دیا گیا ہو جسے قید یا عمر قید کی سزا دی گئی ہو اور اس سے پوچھا گیا ہو کہ وہ وجہ بیان کرے کہ کیوں نہ اس کی سزا کو سزائے موت میں تبدیل کر دیا جائے۔

(c) پراونشل گورنمنٹ کی طرف سے دائر کردہ اپیل زیر دفعہ ۴۱۷ ضابطہ فوجداری کسی ایسے حکم کے خلاف جس کے ذریعہ بری کر دیا ہو ایسے چارج سے جس کی سزا موت یا عمر قید ہو۔

(۳) ایک اکیلے جج صاحب جبکہ وہ گرمیوں کی چھٹیوں میں (LONG VACATION) یا سردیوں کی چھٹیوں میں (WINTER HOLIDAYS) یا کسی بنچ میں وہ اکیلے ہی AVAILABLE ہیں تو ایسے اوقات میں وہ ORIGINAL اور APPELLATE کورٹ کی پاور استعمال کر سکتے ہیں:-

(i) کسی بھی فوجداری کیس میں ماسوائے اپیل یا ریفرنس کے جہاں موت کی سزا دی گئی ہو۔

(ii) کسی ضروری کیس میں جو ارجنٹ ہو اور متعلقہ ہو اجرائے ڈگری کے بارہ میں اور

(iii) کسی MISCELLANEOUS میٹر میں جہاں وہ فوری مداخلت ضروری سمجھیں

P.L.D 1987 PUNJAB STATUTES PAGE 9

اگرچہ عدالت عالیہ میں کیس سننے کے بارہ میں مذکورہ رولز واضح ہیں جو ہائیکورٹ رولز اینڈ آرڈرز VOLUME V کے رولز ایک اور دو کو تبدیل کیا گیا ہے، رولز ۳ اور ۴ پہلے ہی منسوخ شدہ ہیں۔ رول ۵ کہتا ہے کہ وہ ریویو کیلئے درخواستیں جن کا ذکر آرڈر XL VII رول 5 سی پی سی میں درج نہ ہے اگر فیصلہ ایک جج صاحب کا ہے تو درخواست دو یا دو سے زیادہ جج صاحب سنیں گے اگر حکم یا ڈگری پاس کی دو یا دو سے زیادہ جج صاحبان نے تو کم از کم اتنے ہی جج REVIEW سنیں گے جتنے جج صاحبان نے حکم یا ڈگری پاس کی۔ رول ۶ یہ کہتا ہے کہ فل بنچ عام طور پر تین جج صاحبان پر مشتمل ہو گا لیکن زیادہ کا بھی ہو سکتا ہے اگر جناب چیف جسٹس صاحب اس بارہ میں تحریری حکم کریں۔ رول ۷ کہتا ہے کہ فل بنچ کے جج صاحبان کے ناموں کا اعلان جناب چیف جسٹس صاحب کریں گے۔ رول ۸ کہتا ہے کہ جو جج صاحب یا جج صاحبان کوئی کیس فل بنچ کو REFER کریں وہ عام طور پر فل بنچ کے ممبر ہونگے۔ رول ۹ کہتا ہے کہ اگر فل بنچ کے دو جج صاحبان مناسب سمجھیں تو چار یا زیادہ جج صاحبان کا فل بنچ قائم کیا جا سکتا ہے۔

اگرچہ عام مقدمات کے سنے جانے کے بارہ میں مذکورہ رولز واضح ہیں تاہم میں سمجھتا ہوں کہ ضمانت کی درخواستوں کے بارہ میں کچھ تفصیلاً لکھ دیا جائے۔

جہاں تک ضمانت کی درخواستوں کا تعلق ہے جب کیس تھانہ میں درج ہو یا کیس ماتحت عدالت میں زیر غور ہو تو قبل از گرفتاری یا گرفتاری کے بعد کی درخواستیں خواہ وہ قتل کے مقدمہ سے متعلقہ ہوں SINGLE BENCH کو سننے کا اختیار ہے۔ تاہم SPEEDY TRIAL کے جج صاحبان کے فیصلوں کو D.B. سنتی ہے۔ اگر کسی کو موت کی سزا ہو چکی ہو اور وہ اپیل کے ہمراہ ضمانت کی درخواست بھی کرے تو بھی کیس D.B. کا ہوتا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چونکہ عام طور پر سزا یافتہ افراد کی اپیلیں سننے میں دیر ہونے کا احتمال ہوتا ہے قانون نے بعض حالات میں ضمانت کا حق دے رکھا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کو تین سال سے زیادہ سزا ہو اور چھ ماہ کے اندر اس کی اپیل نپٹائی نہ جائے تو اسے ضمانت پر رہا کرنے کا حق ہے اسی طرح اگر سزا تین سال سے زیادہ اور سات سال سے کم ہو اور ایک سال تک اپیل کا فیصلہ نہ ہو تو اسے ضمانت پر رہا ہونے کا حق ہے اسی طرح اگر عمر قید کی سزا ہو یا سات سال سے زیادہ سزا ہو اور اپیل دو سال تک نہ سنی جائے تو بھی اسے ضمانت پر رہا ہونے کا حق ہوتا ہے۔ ان حقوق کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کیا ملزم یا CONVICT کی اپنی وجہ سے شنوائی میں دیر تو نہیں ہوئی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر کسی شخص کو قابلِ ضمانت جرم میں سزا ہو جائے اور سزا قابل اپیل ہو اور ملزم یقین دلائے کہ وہ اپیل کرنا چاہتا ہے تو عدالت ماتحت کو اختیار ہے کہ اسے ضمانت پر چھوڑ دے مناسب عرصہ کے لئے تاکہ وہ اپیل کر سکے اور درخواست ضمانت دے کر احکام حاصل کر سکے۔ اس وقت تک اس کی سزا معطل سمجھی جائے گی۔ یہ بات جاننا بھی ضروری ہے کہ دفعہ A-۲۴۹ ضابطہ فوجداری کے تحت متعلقہ مجسٹریٹ صاحب دوران سماعت مقدمہ کسی ملزم کو کسی بھی STAGE پر بری کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اگر سرکار اور ملزم کو سننے اور وجوہات کو تحریر میں لانے کے بعد مجسٹریٹ صاحب کا خیال ہو کہ الزام عائد شدہ بے بنیاد ہے یا ملزم کو سزا ہونے کا کوئی چانس نہ ہے

اسی طرح دفعہ 265 K ضابطہ فوجداری کے تحت عدالت عالیہ یا سیشن کورٹ کے راستے میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ ملزم کو کیس کی کسی STAGE پر بری کرنے پر اگر سرکار اور ملزم کو سننے اور وجوہات تحریر کرنے کے بعد عدالت اس نتیجہ پر پہنچے کہ ملزم کے سزا پانے کے کوئی چانس کسی بھی الزام کے تحت نہ ہیں اس بارہ میں عدالت عالیہ کے متعدد فیصلے موجود ہیں بعض میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر سرکار کو ۱۵/۱۶ مواقع شہادت پیش کرنے کے لئے دیئے گئے ہوں مگر کوئی شہادت پیش نہ کی گئی ہو ایسے حالات میں سرکاری PROCESS کو زیادتی اور قانون کا ناجائز استعمال قرار دے کہ ملزم کو بری کیا گیا۔ بعض اوقات لوگوں کو دشمنی کی بناء پر کیسوں میں ملوث کر دیا جاتا ہے جو سالہا سال تک بغیر کسی جرم کے عدالتوں کا چکر کاٹتے رہتے ہیں۔ اگر عدالت مجاز دفعہ A-۲۴۹ ضابطہ فوجداری یا دفعہ K ۲۶۵ ضابطہ فوجداری کی درخواست منظور نہ کرے تو ایسے احکامات کو عدالت عالیہ میں دفعہ A-۵۶۱ ضابطہ فوجداری کے تحت چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ جہاں سے لوگوں کو انصاف کی زیادہ توقع ہوتی ہے۔

عدالت عالیہ کا سٹاف ونگ جناب چیف جسٹس سردار محمد اقبال صاحب نے بنوایا تھا۔ کمرہ ہائے عدالت میں توسیع و تزئین کروائی۔ جج صاحبان کے لئے بہتر مراعات حاصل کیں۔ بہت سے بار روم بنوائے اور وکلاء کے لئے لوئر کورٹس میں چیمبرز بنوائے۔ موجودہ دور میں مسٹر جسٹس محبوب احمد جناب چیف جسٹس سرگرم عمل ہیں اور کوشاں ہیں کہ بہتر سے بہتر ماحول اور انصاف پیش کیا جا سکے۔

تحریک جدید کیا ہے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں:-

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور انہی چیزوں کے مجموعے کا نام تحریک جدید ہے۔"

(الفضل جلد ۳۰ ع ۲۸۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

دی نیوز انٹرنیشنل

۴- مئی ۱۹۹۳ء

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۴ مئی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں چوہدری نذیر احمد ساہی کہتے ہیں:۔

ہمارے معاشرے میں کرپشن کی جڑیں بہت گہری ہو چکی ہیں۔ عوام الناس (پبلک) نے ہمیشہ اس بات کی مذمت کی ہے کہ حکومت کے افسر سب سے ایک جیسا سلوک نہیں کرتے۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک کام جو کیا جا چکا ہے اس کے لئے معاوضہ حاصل کرنے کے سلسلے میں خاصی بڑی رقوم ادا کرنی پڑتی ہیں۔

شائد یہ بات درست ہو لیکن میں انتہائی طور پر حیرت کا اظہار کرتا ہوں کہ مجھ پر جو سب سے پہلے بات کھلی اور وہ گذشتہ دو مہینے کے عرصے میں ایسا ہوا جب کہ میں نے ملازمت کا آغاز کیا کہ صرف سرکاری افسر ہی نہیں بلکہ پبلک کے لوگ بھی اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ کرپشن کو آگے سے آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ آخر یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ لڑائی کرنے کے لئے کم از کم دو شخص تو ہونے چاہئیں۔

اگر ہم منصفانہ اور بے لاگ تجزیہ کریں تو یہ بات آسانی سے سامنے آسکتی ہے کہ کسی کام کو فوری طور پر کروا لینا اور اپنی باری نہ ہونے کے باوجود کروا لینا، لوگوں کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ متعلقہ حکام کو رشوت دیں۔ بعض اوقات ایسا کرنے کی خواہش اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں سے آگے قدم رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال لوگ ایک شخص یا کسی اور شخص کو۔ سرکاری افسروں کو۔ رشوت دینے پر مائل ہو جاتے ہیں۔ تاکہ وہ افسران ان کی مرضی کے مطابق کام کر دیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ روپے میں بہت زیادہ کشش ہے اور یہ بات ہر نارمل انسان کے متعلق کہی جاسکتی ہے۔ اسی لئے بغیر کسی خاص محنت کے روپیہ حاصل کرنے کے لئے افسران کا خیال آتا ہے اور اس طرح کرپشن اور بد دیانتی کا ایک ناپسندیدہ دور شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تمام افسران قدرتی طور پر فرشتوں کا سا کردار رکھتے ہیں۔ اور پبلک انہیں کرپشن پر مجبور کرتی ہے۔

ایسا ہرگز نہیں ہے وہ بھی انسان ہیں اور اس لئے وہ انسانی خامیوں سے مبرا نہیں ہیں۔ البتہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کی راتوں رات امیر بننے کی خواہش بہت زیادہ آگے نکلی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس خواہش کے ہاتھوں میں ڈال دیتے ہیں اور جس پوزیشن میں وہ ہوتے ہیں اس کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ پبلک سے انہیں بہتر جواب مل جاتا ہے وہ اپنے ساتھیوں کو بھی اس بات کے لئے متاثر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح معاشرے میں بہت زیادہ کرپشن داخل ہو جاتی ہے۔

کرپشن ایک ایسی چیز ہے جسے کسی صورت میں بھی یکطرفہ نہیں کہا جاسکتا۔ اگر کوئی شخص رشوت دینے والا ہی نہ ہو تو یقینی طور پر کوئی شخص رشوت لینے والا بھی نہیں ہوگا۔ حالات نے اس صورتحال کو زیادہ گھمبیر کر دیا ہے تو یہ بھی کہا جائے گا کہ عوام الناس کی خاموشی نے اسے اور بھی گھمبیر کر دیا ہے۔ جہاں تک کرپشن کے جراثیم کا تعلق ہے یہ اندر بھی موجود ہیں اور دفتروں کے باہر بھی موجود ہیں۔ پس جب ہم اپنے دفتروں کی تطہیر چاہتے ہیں تو ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ اینٹی کرپشن کی دوائی کے ٹیکے پہلے سے بھی لگائے جا رہے ہیں۔

یہ خط راولپنڈی سے لکھا گیا۔

Double-edged weapon

FromCh. Nazir Ahmed Sahi

The roots of corruption have gone very deep in our society. The public has always deplored the inequitable behaviour of government officials. Huge amounts of money, as it is said, have to be paid to get even a fair job done.

Perhaps this is true but to my utmost surprise the very first reality which dawned upon me during the last two months of my service is that not only the officials but also the public is responsible for this escalation of corruption. After all it takes two to make a quarrel.

If we make a fair and impartial analysis, it can easily be concluded that the desire of getting a job done quickly and out-of-turn impels people to offer bribes to the concerned officials. Sometimes this desire gets mixed with the passion to outdo others.

Anyway people are tempted by one reason or the other to bribe officials into doing things they desire. Unfortunately, money has an amazingly strong attraction for any normal person. This is why the idea of getting enough money without any special discomfort takes the fancy of the officials. So there starts a vicious circle of corruption and dishonesty.

But it does not mean that by nature all officials are of angelic character and the public makes them corrupt. Not at all. They are human beings and hence they are not void of human weaknesses. Of course, some of them have an excessively strong yearning for becoming rich overnight.

They abandon themselves to this powerful impulse and misuse the position they hold. Encouraged by the positive response from the public they start influencing their colleagues and so there starts a marathon of corruption in the society.

Corruption is not something unilateral. If there is no one to offer a bribe, there will certainly be none to accept it. If the black sheep of offices have made the situation grave, the tacit consent of the public has turned it even graver. The virus of corruption is present inside as well as outside the offices. So when we try to purify our officials we must not forget to inject the anticorruption vaccine into the public.

Rawalpindi

The News International, Tuesday, May 4, 1993

دی ہیرلڈ

مئی - ۱۹۹۳ء

دی ہیرلڈ کے مئی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں مسعود اے بھٹی لاہور سے لکھتے ہیں کہ "عرفان حسین نے ہیرلڈ کے اپریل ۱۹۹۲ء (غالباً ۱۹۹۳ء) میں "بلائنڈڈ بائی سائنس" کے عنوان سے جگجیت سنگھ کی عبدالسلام کی سوانح حیات پر جو تبصرہ کیا ہے اس سے یہ دردناک تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کے اوپر کے درجہ کے لوگ یعنی صاحب اقتدار کس قدر غفلت برتتے ہیں اور دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور وہ بھی ایک ایسے شخص کے سلسلے میں جو ایک بہت قابل اور نامور فرزند وطن ہے اور یہ سب کچھ ان لوگوں کے زیر اثر کیا جا رہا ہے جن کی اس ملک میں بڑی مضبوط مذہبی لابی ہے۔

فزکس کا انعام دیا جانا جسے بہت وجاہت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور ایک پاکستانی کو دیا جانا ایک ایسی بات تھی جس سے ——— ہمیں اپنے صحیح خطوط پر ڈال دیتی جو ہم نے آزادی کے اولین ایام میں کھو دیئے۔ ڈاکٹر سلام نے جو کچھ سائنس کے فروغ کے لئے تیسری دنیا میں کیا ہے اور جو انتھک کوششیں انہوں نے ترقی پذیر ممالک کی حکومتوں کی مدد کے سلسلے میں کی ہیں اس سے سائنس کی تحقیقات کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ اور ساری دنیا میں اس کی پذیرائی ہوئی ہے۔ تھیوریٹکل فزکس کا جو مرکز ٹریسٹ (اٹلی) میں قائم شدہ ہے جو انہوں نے قائم کیا تھا اور اس کے قائم کرنے میں اقوام متحدہ اور اطالوی حکومت نے ان کی اعانت کی تھی اس نے سینکڑوں سائنسدانوں کو جن کا

باقی صفحہ ۷ پر

Not So Nobel

Irfan Husain's book review (*Blinded by Science, Herald* April '92) of Dr Abdus Salam's biography by Jagjit Singh highlights the painful indifference and hostility being shown by the people at the helm of affairs towards the nation's most illustrious son under the influence of our country's powerful religious lobby.

The awarding of physic's most coveted prize to a Pakistani should have propelled us back on to the track which we abandoned in the early days of independence.

Dr Salam's contribution towards the development of science in the Third World and his untiring efforts to help the governments of developing countries realise the importance of scientific research has been acknowledged the world over. The Centre for Theoretical Physics in Trieste, Italy, which he established with the assistance of the United Nations and the Italian Government, has given hundreds of scientists from Third World countries a unique opportunity to work with some of the greatest brains in science including several Nobel laureates, and contribute towards the latest research in the areas of theoretical physics and the world of science.

It is earnestly hoped that our present rulers will realise the importance of the development of science and scientific research and its impact on our ability to harness the wheels of technology for the betterment of our future generations. Necessary measures will, hopefully, also be taken for assigning a high priority to the development of science and scientific research within the country.

Masood A Bhatty
Lahore

The Herald, May 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم رانا محمد دین صاحب مورخہ ۱۰ مئی سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ جماعت احمدیہ کے کئی افراد پر خدا کی راہ میں بعض مقدمات درج ہیں۔ سب کی باعزت بریت کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

○ مکرم منور احمد صاحب قریشی راولپنڈی کے والد محترم شریف احمد صاحب قریشی اور ان کی بیٹی عزیزہ مبشرہ تسنیم عمر ۸ سال ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔

○ مکرم بشیر احمد صاحب سیالکوٹی صدر محلہ دارالصدر جنوبی ربوہ۔ گذشتہ دنوں بعارضہ ٹائیفائیڈ، ایک ہفتہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل رہے ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔

○ مکرم غلام محی الدین صاحب سابق معلم وقف جدید بوچھال کلاں ضلع چکوال ڈیڑھ ہفتہ سے شدید پیچش بخار اور قے میں مبتلا ہیں۔ کمزوری بے حد بڑھ گئی ہے۔

○ مکرم میاں عبدالرحیم صاحب صراف دارالنصر غربی ربوہ کافی عرصہ سے فضل عمر ہسپتال میں بعارضہ قلب و دمہ علیل اور زیر علاج ہیں۔

○ عزیز سہیل احمد پسر مکرم میاں محمد صدیق زعیم انصاراللہ دارالنصر غربی فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کو مورخہ ۷ مئی کو ایکسیڈنٹ سے سر، منہ اور جبڑے پر سخت چوٹیں آئی ہیں۔

○ مکرم شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید کی اہلیہ محترمہ جو تقریباً پونے دو سال سے بعارضہ فالج بیمار ہیں کو بخار کی شکایت بھی ہو گئی تھی۔ اب بفضل خدا بخار سے افاقہ ہے۔ اصل بیماری اپنی جگہ قائم ہے۔

احباب ان کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کریں۔

پتہ درکار ہے

○ محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ زوجہ سید محمد افتخار حسین صاحب وصیت نمبر ۱۶۱۳۰ ۲۹ اپریل ۶۱ء کو پونچھ ہاؤس کالونی لاہور سے وصیت کی تھی اگر موصیہ خود پڑھیں یا کسی کو ان کے بارہ میں علم ہو تو دفتر وصیت سے رابطہ کریں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

اعلان دارالقضاء

(محترمہ حرمت بی بی صاحبہ بابت ترکہ میاں جان محمد صاحب)

○ محترمہ حرمت بی بی صاحبہ وغیرہ ورثاء نے درخواست دی ہے کہ مکرم میاں جان محمد صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا اُن کا مکان نمبر ۲۴/۲۶ محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ ورثاء کے نام منتقل کیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱:۔ محترمہ حرمت بی بی صاحبہ — بیوہ
۲:۔ مکرم نذیر احمد صاحب — بیٹا
۳:۔ 〃 عبدالمنان صاحب — 〃
۴:۔ 〃 عبدالسلام صاحب — 〃
۵:۔ محترمہ نصرت مبارکہ صاحبہ — بیٹی
۶:۔ 〃 محترمہ نذیرہ بیگم صاحبہ — 〃
۷:۔ 〃 بشیر النساء صاحبہ — 〃
۸:۔ 〃 امۃ الحفیظ صاحبہ — 〃
۹:۔ 〃 عزیزہ بیگم صاحبہ (یہ وفات پا چکی ہیں) — 〃

ان کے بچوں کی تفصیل یہ ہے:

۱:۔ مکرم مبشر احمد صاحب — بیٹا
۲:۔ 〃 مظفر احمد صاحب (یہ وفات پا چکے ہیں) — 〃
۳:۔ 〃 منور احمد صاحب — 〃
۴:۔ 〃 ناصر احمد صاحب — 〃

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس ۳۰ یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۸۷۰ ـ 9
MRS. NEWI WIFE OF ASLAM
پیشہ خانہ داری عمر ۵۱ سال بیعت ۱۹۵۴ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۴-۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین برقبہ ۳۰۰ مربع میٹر مالیتی ۲.۷۰۰.۰۰۰/- RP۔ (۲) زرعی زمین برقبہ ۱۸۰ مربع میٹر مالیتی ۳۶۰.۰۰۰/- RP (۳) حق مہر ۳۰۰.۰۰۰/- RP۔ کل جائیداد ۳.۳۶۰.۰۰۰/- RP اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ ~~NEWI~~

NEWI W/O ASLAM انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ASLAM خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ZAKARIA پسر موصیہ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

بقیہ: صـ۱

کیا ہے۔

عزیزم مورخہ ۵۔ مئی ۱۹۹۳ء کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی تعلیم کے لئے جرمنی پہنچ گیا ہے۔

اس سے پیشتر عزیزم محمود منور ۱۹۹۲ء میں قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے ایم۔ ایس۔ سی کمپیوٹر سائنس میں ۸۱ فیصد نمبر حاصل کر کے تمام لڑکوں میں اوّل پوزیشن اور مجموعی طور پر دوسری پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو مزید اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے اور خادم دین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر مربی سلسلہ واہ کینٹ لکھتے ہیں:۔

میری بڑی بیٹی عزیزہ امۃ الودود عائشہ عمر نویں جماعت کے سائنس سیکشن میں سوم آئی ہے۔ میرے بیٹے عزیز منظور احمد عمر نے آٹھویں جماعت میں اپنے سیکشن میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ بیٹی عزیزہ امۃ الرؤف عامرہ ملک ساتویں جماعت میں سارے سیکشنز میں دوم آئی ہے۔ بیٹی عزیزہ امۃ الحی فائزہ عمر پانچویں میں سارے سیکشنز میں اوّل آئی ہے۔ اور بورڈ کے وظیفہ کے امتحان میں بھی سکول میں اوّل آئی ہے بیٹا عزیز صباح الظفر ملک تیسری جماعت میں اے گریڈ میں کامیاب ہوا ہے۔ یہ بچے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے نواسے نواسیاں اور محترم مولانا غلام احمد صاحب ارشد کے پوتے پوتیاں ہیں۔ احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

بقیہ: صـ۶

تعلق تیسری دنیا سے ہے ایک نایاب موقعہ عطا کیا ہے وہ ان لوگوں کے ساتھ کام کریں جو دنیا کے بہترین دماغ مانے جاتے ہیں۔ اور جن میں متعدد نوبل انعام حاصل کرنے والے بھی شامل ہیں۔ اور اس طرح وہ جو کچھ موجودہ تحقیقات کے سلسلے میں ہوا ہے اس میں اپنا کام دکھائیں یہ سنجیدگی کے ساتھ توقع کی جاتی ہے کہ ہمارے موجودہ حکمران اس بات کا احساس کریں گے کہ سائنس اور سائنس کی تحقیقات کے سلسلے میں ریسرچ یعنی تحقیقات کا کام کتنا اہم ہے اور ہمارے لئے اپنے ملک کی ٹیکنالوجی کی گاڑی کو چلانے اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے بہتر مستقبل مہیا کرنے میں اس کی کیا اہمیت ہے۔ امید ہے کہ ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔ تاکہ سائنس کے فروغ کے لئے اچھی مثال قائم کی جائے اور ملک میں سائنس کی تحقیق کا انتظام کیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۶ مئی۔ رات آندھی آئی جس کی وجہ سے موسم بہتر ہوگیا ہے گرمی کم ہو گئی ہے۔

○ سپریم کورٹ میں قومی اسمبلی توڑے جانے کے خلاف سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی طرف سے دائر کردہ رٹ درخواست کی سماعت کے دوران فاضل چیف جسٹس نے آبزرویشن دی کہ صدر استعفے سپیکر کو بھجوا دیتے تو اچھا تھا۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ ستر سے زائد نشستیں خالی ہونے کی وجہ سے صدر نے اسمبلی توڑی۔ عدالت نے سوال کیا کہ استعفے سپیکر کے حوالے کیوں نہ کئے گئے اٹارنی جنرل نے کہا کہ یہ ارکان پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کیا طریق اختیار کرتے ہیں اٹارنی جنرل نے اپنے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ یہ استعفے سپیکر اور وفاقی حکومت کے خلاف احتجاج کی علامت تھے جن کا مقصد یہ تھا صدر یہ رائے قائم کر سکیں کہ قومی اسمبلی اراکین کا اعتماد کھو چکی ہے اٹارنی جنرل نے کہا کہ وزیر اعظم کی نشری تقریر کے بعد حکومت کا چلانا ممکن نہ تھا۔

○ سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران ایک فاضل جج نے کہا کہ صدر نے استعفے وصول کر کے غیر اخلاقی کام کیا اور سیاست میں ملوث ہوئے جو ان کا کام نہیں تھا۔ وہ یہ استعفے وصول کر کے درحقیقت ایک قدم نیچے اتر آئے۔ چیف جسٹس نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ اسمبلی توڑنے کے صدارتی فرمان میں جو وجوہات بیان کی گئی ہیں وہ آئین کے آرٹیکل ۵۸ (۲) بی کے زمرے میں نہیں آتیں اور وہ وجوہات غلط ہیں۔ ایک فاضل جج نے کہا کہ کوئی ایم این اے اپنا استعفیٰ صدر کو پیش نہیں کر سکتا۔ استعفیٰ کہیں بھی احتجاج کی علامت نہیں ہوتا۔

○ افغانستان کے دارالحکومت کابل کو آگ کے سمندر میں دھکیل کر مجاہدین گروپ اب جنگ بندی پر آمادہ ہو گئے افغان دارالحکومت دھوئیں کی لپیٹ میں آگیا ہے۔ تین دنوں کی شدید لڑائی میں ڈھائی ہزار افراد ہلاک و زخمی ہو گئے۔ کئی مقامات پر جنگ جاری ہے۔

کنٹرول لائن پر بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ سے ایک شخص شہید ہوگیا۔ اور اس کی بچی زخمی ہو گئی درجنوں افراد اپنے مکانات چھوڑ کر محفوظ مقامات پر چلے گئے ہیں۔ گوئی سیکٹر میں دو ہفتے سے فائرنگ جاری ہے۔

○ سپریم کورٹ کے تین ججوں پر مشتمل کمیشن نے سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز کی موت کو طبعی قرار دے دیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جنرل موصوف کی وفات دل کے دورے کی وجہ سے ہوئی تھی۔

○ زرعی ترقیاتی بنک میں ۵۰۰ سے زیادہ مقروضوں کا سود معاف کر کے اسلامی نظام نافذ کر دیا گیا ہے۔

○ جمعیت علمائے اسلام کے مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ نگران حکومت میں شمولیت کر کے ہم نے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ وہ صوبائی اسمبلیاں توڑنے کے مؤقف پر قائم ہیں۔

○ امریکہ کے صدر بل کلنٹن نے کہا کہ بوسنیا کے بارے میں امریکی پالیسی بالکل واضح ہے ہم یورپی برادری پر زور دے رہے ہیں کہ بوسنیا کو اسلحہ کی سپلائی پر سے پابندی ختم کی جائے انہوں نے اپنی پالیسی پر تنقید کو مسترد کر دیا۔

○ صوبہ سرحد کی حکومت پشاور میں الجزائر کی حکومت کے خلاف مواد چھاپنے والوں کی گرفتاری کے لئے چھاپے مار رہی ہے۔

○ دفاعی پیداوار کے وفاقی وزیر پیپلز پارٹی کے مسٹر آفتاب احمد شیرپاؤ نے کہا ہے کہ اگر منصفانہ انتخابات کا انعقاد یقینی نہ بنایا گیا تو حکومت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے توڑے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

○ خیال کیا جا رہا ہے کہ پیپلز پارٹی کے مسٹر آفتاب شعبان میرانی سندھ کے نئے گورنر ہوں گے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں خونریز جھڑپوں میں ۴۲ کشمیری شہید ہو گئے۔ ۱۰۰ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اننت ناگ میں مجاہدین نے فوجی قافلے پر حملہ کر کے ایک آفیسر سمیت ۳ فوجیوں کو ہلاک کر دیا جموں کے علاقے بھدرواہ کشتواڑ میں پانچویں دن بھی کرفیو نافذ رہا۔

○ بھارت نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان نے سرحد پر بڑی تعداد میں فوجیں تعینات کر دی ہیں۔ اور پاکستانی فوج کی نقل و حرکت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بھارتی پارلیمنٹ میں دفاعی امور پر بحث کرتے ہوئے بھارتی حکام نے کہا کہ سیاچن گلیشیئر میں ماضی کی طرح پاکستانی فوج سرگرم عمل دیکھی گئی ہے۔

○ اٹارنی جنرل مسٹر عزیز اے منشی نے کہا ہے کہ ملک کو درپیش سنگین اندرونی و بیرونی خطرات کے بارے میں وہ عدالت کو بند کمرے میں آگاہ کریں گے

○ تاجر تنظیموں نے ۱۷ مئی کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان کیا ہے جبکہ مخالف تنظیم ٹریڈرز ایسوسی ایشن نے اعلان کیا ہے کہ وہ ہڑتال میں حصہ نہیں لیں گے۔ سابق حکومت نے چھوٹے تاجروں کے لئے کچھ نہیں کیا۔

○ سابق وزیراعظم میاں نواز شریف نے ملک کے تاجروں اور ایوان ہائے صنعت و تجارت سے اپیل کی ہے کہ وہ موجودہ نازک دور میں وطن کی سلامتی کی خاطر ۱۷ مئی کو ہڑتال نہ کریں۔

○ ٹرانسپورٹروں نے ہڑتال کی تجویز مسترد کر دی ہے

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ اب دوسرا ابھی جانے والا ہے۔ الیکشن تب ہی ہوں گے جب مسلم لیگ جیتنے کے قابل ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ قوم آبادی کی طرف نہیں بیابان کی طرف گامزن ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے مرنے کے بعد قوم فیصلہ کرے گی کہ ہم مسخرے تھے یا قوم کا درد رکھنے والے تھے۔

○ حکومت نے اسمبلی بحال ہونے یا نہ ہونے کے فیصلے کے بارے میں ملک میں گڑبڑ پھیلانے والوں کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

○ نگران حکومت نے بلٹ ٹرین کے مجوزہ منصوبے پر غور ملتوی کر دیا ہے۔

○ سابق وزیراعظم اور محترمہ بے نظیر بھٹو کے درمیان مفاہمت کے لئے افتخار گیلانی سابق وزیر اعظم سے مذاکرات کر رہے ہیں۔ مصالحتی فارمولا جمہوری عمل کی بحالی، مقررہ وقت پر عام انتخابات، الیکشن کمیشن اور انتخابی قوانین کی از سر نو تشکیل اور باہمی مخاصمت میں کمی پر مشتمل ہے۔

○ مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ اگر بے نظیر نفاذ شریعت کا وعدہ کریں تو ان سے اتحاد ہو سکتا ہے۔

ہومیوپیتھک کورسز

HOMEO COURSES

INTERNATIONAL NAME	قیمت	اردو نام
ASTHMA COURSE	65	دمہ کورس
BODY BUILDING COURSE	100	باڈی بلڈنگ کورس
DIABETES COURSE	80	شوگر کورس
DWARFISHNESS COURSE	100	چھوٹا قد کورس
EYESIGHT COURSE	85	کمزوری نظر کورس
HYPERTENTION COURSE	180	ہائی بلڈ پریشر کورس
KIDNEY STONE COURSE	185	پتھری گردہ کورس
LEUCODERMA COURSE	100	پھلبہری کورس
MYOPIA COURSE	85	کمزوری نظر دور کورس
OBESITY COURSE	100	موٹاپا کورس
PILES COURSE	45	بواسیر کورس
STERILITY COURSE	100	بانجھ پن کورس
T. B. COURSE	50	تپدق کورس

ان کے علاوہ 76 کیوریٹو ہومیو پیتھک کورسز کا رسالہ 2 روپے کے ڈاک بھیج کر براہ راست منگوا سکتے ہیں۔

سٹاکسٹ:-

کراچی صدر: صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ۔

کنری: بلال میڈیکل سٹور۔

ملتان: ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین۔ صدر بازار۔

فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار۔

لاہور: شیراز میڈیکل سٹور بوہڑ والا چوک۔

کیوریٹو سٹور اچھرہ شاپنگ سنٹر بالمقابل پوسٹ آفس۔

گوجرانوالہ: حافظ ہومیو پیتھک سٹور سیالکوٹ روڈ اوور ہیڈ برج۔

سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ۔

حویلیاں: ہومیو ڈاکٹر عبدالرشید تسلیم ڈاکخانہ روڈ۔

واہ کینٹ: طیب ہومیو پیتھک کلینک۔ انوار چوک۔

بہاولپور: طارق ہومیو میڈیسن کمپنی۔ شاہدرہ

میاں چنوں: محمد رفیق ہومیو سٹور نشتر روڈ۔

کوئٹہ: ہومیو ڈاکٹر منیر الحسن غلام نبی روڈ۔

پشاور: الشفاء ہومیو سٹور سکندر پورہ۔ شعیب کارپوریشن کیمسٹ ہسپتال روڈ۔

شیخوپورہ: لاثانی میڈیکل سٹور سرگودھا روڈ۔

ساہیوال: خان ہومیو کلینک نزد ٹی بی ہسپتال۔

راولپنڈی: جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار۔

گجرات: شاہین ہومیو پیتھک سٹور۔ فیصل گیٹ۔

حیدر آباد: روبی میڈیکل سٹور۔ چھوٹی گٹی۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

گول بازار۔ ربوہ پاکستان۔ فون آفس 771 کلینک 606